ڈاکٹر لیلیٰ عبدی خجستہ

پی ایچ ڈی (اردو)، تہران (ایران)

اُردو کا جرأت مند عامیانہ لغت نویس: محمد منیر لکھنوی

Abstract:

In past, Urdu lexicographer tried to compile materials from written language, not form spoken language. And the written language was the highly appreciated classical literary and text was supposed to authentic and accurate. Therefore the spoken language used by common people was ignored in dictionaries. Some lexicographers included spoken languages but they commented like: Juhala (جہلا), Awam (عوام). MunirLucknawi was first Urdu lexicographer who wrote a separate dictionary on Spoken language and in his dictionary he compiled Bazari Zuban, Aamyana and special words or expressions used by a profession. In this article, the examples from MunirLucknawi's dictionary have been studied and show that by passing time some Bazari and Aamyana Zuban become a part of standard language and well-used by every people.

Keywords:

Munir Lakhnavi Lexicography Language Linguistics

مقدمہ:

جب لغت نویسی کی بات ہوتی ہے سب سے پہلے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ مواد کہاں سے فراہم کیے جائیں؟ تحریری زبان (یعنی: متن) سے یا تقریری زبان (یعنی بول چال) سے۔ ابتدائی اردو لغات کے دیباچے اور مقدمے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ دور میں اردو لغت نویس، تحریری زبان: اعلیٰ شاعروں کے کلام اور مستند ادیبوں کے نثر پاروں سے مواد تلاش کرتے تھے۔ کیوں کہ مجموعی طور پر ان دو مقاصد کے لیے لغت مرتب کرتا تھا:

(۱) شاعروں یا ادیبوں کے مشکل کلام کی تفہیم۔ عاشق نے اپنے لغت لسان الشعرا کے دیباچے میں یہ لکھا ہے:

”ابتدا بہ مطالعہ دواوین متقدمان و متاخران روزبشب می آرند و شب
را چون روز می گذرانند و در آن دواوین و مصنفات بسیار الفاظ می

خـوانند که معانی آن نمی دانند و چون اطلاع نمی یا بند غرض شاعر نا معـلـوم می ما ند و طبع از تلذذ محروم می گردد و آ نکه ایشان آنچنان الـفـاظ آورده مبنی بر آ نست که یا لغت ایشان و یا متعارف آ ن زمان بود و امروز از استعمال دور افتاده و در متعارف مهجور گشته " (۱)

(ترجمہ: شروع میں [پڑھنے والے] دن رات اگلے اور اخیر شاعروں کے دیوان کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں جن میں بہت ایسے الفاظ ہیں جن کے معانی پڑھنے والوں کو نا معلوم ہیں۔ چناں چہ شاعر کی اصلی بات سمجھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں اور لطف اندوزی سے محروم۔ کبھی شاعروں کے کلام میں ایسے الفاظ مل جاتے ہیں جو، اسی دور میں رائج تھے اور پڑھنے والوں کے زمانے میں یہ الفاظ منسوخ ہو چکے ہیں)

(۲) درسی کتابوں اور طالب علموں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے:

مولوی امان الحق نے امان اللغات کا پہلا ایڈیشن ۱۲۸۷ہجری/۱۸۷۰ء میں مرتب کیا تھا جس کے بارے میں ابوسلمان شاہجہاں پوری لکھتے ہیں:

"یہ لغت سررشتۂ تعلیم اودھ کی ایماء پر مدارس و مکاتب اینگلو ورنیکلر کے طلبہ کے استفادے کے لیے مرتب کی گئی تھی۔" (۲)

لغاتِ سروری کے سرورق پر یوں لکھا ہے:

زبدۃ اللغات المعروف بہ لغاتِ سروری: یہ ایک کتاب جامع لغات مفید ارباب مدارس ہے ایک مادہ سے جس قدر الفاظ عربی خواہ فارسی یا ترکی یا مشترک اللسان ہیں جہاں تک جملہ کتبِ درسیہ متداولہ مطوّل اور مختصر میں مستعمل ہیں مع شرح معانی زبانِ اردو میں وہ سب مفصلاً و مشروحاً اس کتاب میں مندرج ہیں ... (۳)

چناں چہ اردو لغت نویس:

- اپنے موادِ تحریری اعلیٰ اور بلند پایہ متون سے اخذ کرتا تھا۔
- یہ مواد، اکثر شعرا کے دیوان، ادبا کے کلام اور کسی حد تک نثری (ادبی) متون سے اخذ کرتا تھا۔
- کیوں کہ اس کے نزدیک، مشکل اور دور از فہم الفاظ تشریح طلب تھا۔

مواد سے مراد وہ مشکل الفاظ تھے جو متون میں ملتے تھے۔

مشکل الفاظ سے مراد: اشخاص، مکانات، اشیاء وغیرہ کے نام و القابات یا کسی اور زبان کے نامانوس الفاظ۔

متون سے مراد: اعلیٰ اور بلند پایہ ادبی کتابیں یا عالی رتبہ شاعروں کے کلام۔

یعنی لغت نویس صرف انھی الفاظ کو قابل اندراج سمجھتے تھے جو "فصیح" اور "شائستہ" شمار کیے جاتے تھے۔ (۴)

ابتدائی اردو لغت نویسی میں عامیانہ زبان کا لحاظ نہ کرنا:

پاک و ہند میں ابتدائی اردو لغت نویسی میں پہلی کوشش عبدالواسع ہانسوی کی ہے جنھوں نے اورنگ زیب کے

عہد میں (دورِ حکومت: ۱۶۵۸ء۔۱۷۰۷ء) غرائب اللغات تالیف کیا تھا۔ اس پر کچھ سال بعد (۱۱۶۵ہجری/۱۷۵۲ء) سراج الدین علی خان آرزو نے (۱۱۰۱۔۱۱۶۹ہجری/۱۶۸۸ء۔۱۷۵۶ء) اتنی کڑی تنقید کی کہ اس لغت کی تصحیح میں ایک لغت نوادر الالفاظ مرتب کی۔ خان آرزو کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ عبدالواسع نے عوام کی زبان کو اپنے لغت میں جمع کیا ہے:

> ''غرائب اللغات میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو عوام کی زبانوں پر چڑھ کر کسی حد تک اپنی شکل وصورت کو بھی بدل چکے ہیں، میر عبدالواسع عموماً اس قسم کے الفاظ کو ان کی آخری یعنی بگڑی ہوئی صورت میں لکھ کر ان کو خاص اردو بنا لیتے ہیں۔ مگر خان آرزو نے الفاظ کے اپنی اصلی شکل لکھ دیے ہیں۔''(۵)

> ''غرائب اللغات کے الفاظ میں ہریانی اور قصباتی محاورہ کا عنصر قالب ہے، اس کے مقابلے میں سراج الدین خاں آرزو وقت کی فصیح ترین زبان کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ میر عبدالواسع نے جہلا اور عوام کی زبان اور الفاظ کو مستند اور صحیح قرار دے کر اپنی لغت میں شامل کر لیا ہے مگر آرزو نے اگر چہ ایسے الفاظ کو نقل کیا ہے مگر ان کے نزدیک، عوام کے محاورے اور جہال کے الفاظ کو صحیح الفاظ کے طور پر پیش کرنا درست نہیں۔ خان آرزو 'نوادر الالفاظ' میں کئی موقعوں پر غرائب کے الفاظ کو 'زبان جہال' یا 'زبان صاحب رسالہ' کے پُر حقارت نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں گوالیاری زبان کو ہندوستان کی فصیح ترین زبان قرار دیتے ہیں۔ آرزو نے میر عبدالواسع کی قصباتی اور عوامی زبان کے مقابلے میں شہری اور فصیح تر محاورے کو رائج کرنے کی کوشش کی اور جہلا کے تلفظ اور لہجے کے مقابلے میں شستہ اور مہذب شہریوں کے تلفظ کو رواج دیا۔''(۶)

اس حوالے سے خان آرزو کے چند تبصرے ملاحظہ کریں:

کلابا۔ ... لیکن 'کلابا' بکاف تازی زبان جہلا و عوام ہندوستان است ...(۷)

(ترجمہ: لیکن 'کلابا' بکافِ تازی، ہندوستان کے جاہل اور عوام کی زبان ہے)

ہر دل۔ در رسالہ 'پیش آہنگ لشکر م مقدمۃ الجیش'' لیکن 'ہردل' غلط عوام و دہاقین است صحیح 'ہراول' است کہ لفظ ترکی است(۸)

(ترجمہ: غرائب اللغات میں اس کا معنیٰ 'پیش آہنگِ لشکر، مقدمۃ الجیش' لکھا ہوا ہے۔ لیکن 'ہردل' غلط ہے۔ عوام اور گنواروں کی زبان ہے۔ اس کا صحیح لفظ 'ہراول' ہے جو ترکی لفظ ہے)

ہڑ پھنا۔ در رسالہ '' چیزے نا چا دیدہ فرو بر دن ، نوازیدن '' لیکن 'پڑ پھن'ا زبانِ اردو و اہلِ شہرہا نیست ، شاید زبانِ قریات و مواضع با شد و بدین معنی نگلنا شہرت دارد ...(۹)

(ترجمہ: غرائب اللغات میں اس کا معنیٰ 'چیزی ناچا دیدہ فرو بُردن، نوازیدن' لکھا ہوا ہے۔ لیکن 'پڑ بھن' اردو اور

شہر والوں کی زبان نہیں۔غالباً گاؤں اور اس کے مضافات کی زبان ہوگی۔اور اسی معنیٰ 'نکلنا' آتا ہے)

بلکہ ایک جگہ خان آرزو نے عوام کو'انعام' (= جانور) کہا ہے اور ان کی زبان کو داخلِ لغات شامل کرنا، نامناسب سمجھا ہے:

بیرکھ۔ در رسالہ "دستار چہ علم طرازہ" لیکن 'بیرکھ' غلط عوام بد تر از انعام است و این قسم الفاظ را داخل کردن چناں چہ شیوہ صاحب این رسالہ است خطاست (۱۰)

(ترجمہ: غرائب اللغات میں اس کا معنیٰ 'دستار چہ علم طرازہ' لکھا ہوا ہے۔لیکن 'بیرکھ' غلط ہے۔یہ عوام کالانعام کی زبان ہے۔مولفِ غرائب اللغات نے حسبِ عادت اپنے لغت میں ایسے الفاظ شامل کیے ہیں جو غلط ہے)

غرائب اللغات اور نوادر الالفاظ کے بعد ہمارے اردو لغت نویسوں کی انتہائی یہ کوشش رہی کہ 'ٹکسالی زبان' سے مواد فراہم کریں۔یعنی: درباری اور شریفوں کی زبان، مستند شاعروں کے کلام اور ادیبوں کے نثری پاروں سے۔اگر لغت نویس 'بازاری زبان'، 'عوام کی زبان'، 'گنواروں کی زبان' اور بعض 'پیشوں کی زبان' (جن کو معاشرے نچلے طبقے سمجھتے تھے) اور 'جرائم پیشہ لوگوں کی زبان' کو اپنے لغت میں شامل کرنے پر مجبور ہوتا تو وہ ایسے لغات کے سامنے 'غیر ٹکسالی زبان' یا 'ٹکسال سے باہر' تبصرہ لکھتے تھے۔مثلاً:

خلیفہ: وہ شخص جو کسی کا قائم مقام ہو، اور پسر استاد اور بمعنی حجام کے اور سوا حجام کے اوروں پر بھی جو پیشہ اور حرفہ رذیل کرتے ہیں جیسے درزی (۱۱)

گوئیاں: یہ اصطلاح پورب والوں کے یہ محاورے میں بیگمات کے نہیں۔اس واسطے یہ لفظ ٹکسال سے باہر ہے اور بیگماتِ قلعۂ معلیٰ شاہ جہاں آباد کے نزدیک معیوب ہے۔لیکن اب ہنسی کی راہ سے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہے۔ البتہ وہ باعثِ سند کا باہر والوں کے ہے۔مگر اس نام سے مراد یہ ہے کہ اکثر آپس میں چھپٹی کھیلنے والوں کے ایسے رشتے ہوتے ہیں (۱۲)۔

تیلی تنبولی: تیل اور پان بیچنے والی قوم۔مجازاً رذیل قوم کے آدمی جیسے: چوڑھے چمار (۱۳)

جون: (ٹکسال باہر ہے) جس، جو (۱۴)

خلیفہ: حجام، نائی، درزی وغیرہ ادنیٰ پیشہ کرنے والے آدمیوں کو، ان کے خوش کرنے کی غرض سے کہتے ہیں۔(۱۵)

کارستانی: (۱) چالاکی، عیاری، سازش کارسازی، جوڑ توڑ (۲) استادی، ہوشیاری (۳) تدبیر (۴) نٹ کھٹی، شرارت، بدی، فتنہ انگیزی (یہ لفظ فارسی 'کارستان' بہ معنی: 'کارخانہ' 'کارگاہ' سے لیا گیا ہے۔چوں کہ کارخانوں میں اکثر غیر مہذب لوگ ہوتے ہیں اور ان کے سبب سے دن بھر چالاکیاں اور بدمعاشیاں، گالی، گلوچ وغیرہ رہتی ہے اس وجہ سے یہ معنی ہو گئے۔(۱۶)

باتونی: بہت باتیں کرنے والا، بکّی، لسان، اور 'باتون' بھی کہتے ہیں مگر 'باتونی' فصیح ہے۔(۱۷)

اردو لغت نویسی میں انقلابی تبدیلی:

یورپین کی بدولت، اردو لغت نویسی میں بڑی تبدیلیاں آئیں جن میں سے اہم تبدیلی یہ تھی: عوام کی زبان کو لغت میں اہمیت دینا۔یورپین کے ہندوستان آنے کے دو بڑے مقاصد تھے: تجارت اور تبلیغ۔ان دو مقاصد کو مدنظر رکھتے

ہوئے ان کا سروکار مقامی لوگوں سے تھا۔ پادری اپنے مطالب عوام پر دل نشین کرنے کے لیے انھی کی زبان میں تحریر اور تقریر کرتے تھے۔ چناں چہ ان سے رابطہ رکھنے کے لیے یورپین اپنے طور پر فرہنگیں اور لغات مرتب کرتے تھے۔ ان کے لغت نویس، ادبی زبان سے زیادہ عام بول چال کی زبان پر زور دیتے۔ اس لیے کہ وہ ادبی زبان سے زیادہ عوامی زبان سے دل چسپی رکھتے تھے۔ وہ زبان کے جس پہلو پر زیادہ زور دیا کرتے تھے وہ محاورات، ضرب الامثال اور کہاوت و بول چال کی زبان تھی۔ ملحوظ رہے کہ یورپی قواعد نویس بھی زبان کے اس پہلو سے مدد لیتے تھے۔ ''شلزے نے اپنے قواعد کی بنیاد روزمرہ بولی جانے والی زبان پر یا بولی پر رکھی ہے۔''(۱۸) یورپی لغت نویسوں میں سب سے اہم نام ایس.ڈبلیو فیلن ہے جنھوں نے اردو لغت نویسی کو نیا رخ دیا۔ ایس.ڈبلیو فیلن نے اے نیو ہندوستانی انگلش ڈکشنری (۱۲۹۷ہجری/۱۸۷۹ء) مرتب کی تھی۔ اس لغت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اہلِ ہند کی بولی ٹھولی کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے اور پہلی مرتبہ اس محاورے اور روزمرے کو تحریری گرفت میں لیا گیا ہے جو محض عورتوں سے مخصوص تھے۔ لفظوں کے استعمال کی مثالیں بھی عوام کی گفتگو، ان کی کہاوتوں اور گیتوں سے لی گئیں۔ انھوں نے پچھلے لغت نویسوں سے شکایت کی کہ وہ لوگوں کی روزمرہ گفتگو میں استعمال ہونے والے الفاظ کا ذکر ہی نہیں کرتے اور عربی، فارسی یا سنسکرت کے ایسے نامانوس الفاظ کے طومار لگا دیتے ہیں جو عام آدمی کی گفتگو یا تحریر میں کبھی استعمال نہیں ہوتے۔ فیلن نے عورتوں کی بول چال پر عمومی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی زبان میں فی البدیہہ جو جلی کٹی باتیں نکلتی ہیں ان میں تجربے کی چاشنی، خیال کی کاٹ، لفظوں کا انتخاب اور لہجے کا بانک پن کمال پر ہے۔ انھوں نے دیباچے میں تسلیم کیا ہے کہ جن لفظوں کو اس نے اپنی لغت میں درج کیا ہے ان میں سے اکثر ابھی کتابوں میں جگہ نہیں پا سکے اور مرتب نے ان کا عملی استعمال محض لوگوں کی بات چیت میں دیکھا ہے:

> ''اس لغت کا اصلی مقصد، ہندوستانیوں کی بول چال کی زبان دکھانا ہے۔ چناں چہ عام لوگوں کی روزمرہ زبان سے شواہد اخذ کیے گئے ہیں۔ یہ شواہد ان کے معاشرتی کردار، سرگرمیاں، اخلاق، عادات، اعتقادات، رسم ریتوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو ان کی روزمرہ زندگی میں چھا گئے ہیں۔''(۱۹)

> ''اردو لغت نویسی میں یہ پہلی بار ہے کہ 'ریختی زبان' شامل ہوگئی ہے۔ یہ زبان اب تک نظر انداز کی گئی تھی اس لیے کہ لغت نویسی کے اندراج میں عجیب سا لگتا تھا۔ نیز اس لغت میں عورتوں کی زبان کا خاصا لحاظ کیا گیا ہے۔''(۲۰)

> ''زبان کی دولت، اس کی بول چال ہے۔ لوگوں کی زندہ اور روزمرہ زبان، اب تک بڑی حد تک ہمارے لغات سے غائب تھے۔... بول چال ایسی زبان ہے کہ جب تک زمان و مکان اجازت دے گا تو اس وقت تک، تمام یورپیوں کی مدد ے گا جن کا نصب العین، لوگوں کے ساتھ رابطہ رکھنا ہے۔ اب تک کی لکھی ہوئی کتابوں اور دیگر لغات میں عام اور دیہاتی لوگوں کی زبان نہیں ملتی ہے کیوں کہ ان کی اور ادبی و فصیح زبان میں بہت سا فرق ہے۔''(۲۱)

چناں چہ فیلن نے اپنے مذکورہ لغت میں سب سے زیادہ کبیر داس کے اشعار سے ۳۸۰، اور نظیر اکبر آبادی کے اشعار سے

۱۰۰،اوردوہے کی صنف سے ۲۲۰،شواہد اخذ کیے تھے (۲۲):

''نظیر کے اشعار لوگوں کی زبان پر جاری ہیں،ان کے اشعار میں ذہن اور احساس کی ہم آہنگی نظر آتی ہے،ان کے اشعار،ایک آپ بیتی ہیں،انھوں نے اپنے اشعار میں غریب اور بے بس لوگوں کا خیال رکھا ہے،وہ آزادمنش انسان تھے۔'' (۲۳)

فیلن کی اس جدت پسندی نے ان کو بہت بھاری لگی۔مولانا الطاف حسین حالؔی نے اپنے ایک مضمون بعنوان: مزاح (رسالہ تہذیب الاخلاق، ۱۲۹۶ہجری/ ۱۸۷۹ء) میں لکھا ہے:

''جب انگریزی اخبار نویسوں نے فیلن کے لغت پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اس ڈکشنری کو فاربس اور شکسپیئر پر اس کے سوا کوئی ترجیح نہیں ہے کہ اس میں ہزاروں گالیاں اور فحش محاورے ایسے ہیں جو،ان میں نہیں ہیں تو فاضل مصنف نے ایک مختصر جواب دے کر سب کو ساکت کر دیا۔

فیلن نے کہا: فاربس اور شکسپیئر ،صرف لغات اردو کی ڈکشنریاں ہیں اور ہماری کتاب،اردو کے سوا،ہندوستانیوں کی طبیعت کا بھی آئینہ ہے اور ان کے اخلاق اور خصائل و جذبات نہایت عمدہ طور سے نظر آتے ہیں۔'' (۲۴)

الغرض ایسے حالات میں ایک مقامی اردو لغت نویس نے بڑی جرات کے ساتھ عامیانہ زبان کی ایک لغت مرتب کی تھی۔

مولوی محمد منیر لکھنوی کی لغت:

منیر لکھنوی کے کوائف جستجو کے باوجود حاصل نہیں ہو سکے۔صرف ان کی ایک تالیف سعید اللغات میں ان کا پورا نام مل گیا: ابوالحسن ابن مولانا نیر الحق ابوالبشر مولوی عبدالحیم المعروف بہ مولوی میاں جان۔منیر لکھنوی شاگردِ حکیم محمد علی رُعب انصاری شاہ آبادی (وفات:۱۹۱۹ء) تھے۔(۲۵)منیر لکھنوی کی مطبوعہ تصانیف حسبِ ذیل ہیں جو ۱۹۳۰ء میں مطبع مجیدی،کان پور سے شائع ہوئیں:

☆ لمعاتِ منیر یعنی منیر اللغات فارسی۔محاوراتِ نسواں و خاص بیگمات کی زبان۔گنجینہ اقوال و خزینۃ الامثال۔غلط العوام و متروک الکلام:

اس میں یہ مباحث شامل ہیں:

حصہ اول: صحتِ الفاظ (ان متعارف الفاظ کی صحت جن کے اعراب غلط مشہور ہیں)۔

حصہ دوم میں چھ قسمیں ہیں: (۱) وہ محاورات جو آتش و ناسخ سے پہلے متروک ہوئے (۲) وہ محاورات جو،ان کے زمانے میں متروک ہوئے (۳) وہ محاورات جو،ان کے بعد متروک ہوئے (۴) وہ الفاظ جو بعض کے نزدیک قابلِ ترک اور بعض کے نزدیک نا قابلِ ترک ہیں (۵) وہ قدیم محاورات جو تھوڑی ترمیم کے ساتھ رائج ہیں (۶) الفاظِ فصیح و غیر فصیح کی تشریح اور آخر میں الفاظِ مبتذل و مذموم کی تصریح۔

☆ محاوراتِ ثقات اعنی منیر المحاورات:

دو جلدیں: پہلی اول میں زبانِ اردو کے وہ محاورات مع اسنادِ استادانِ ہند درج ہیں جن کا محل صرف جدا جدا

ہے۔ دوسری جلد میں فارسی محاورات لکھ کر ان کے مترادف تمام محاوراتِ اردو بتائے گئے ہیں۔

☆ ملک کی زبان امعروف به محاوراتِ هندوستا ن:

حصہ اول: محاورات وضرب الامثال بلا اسناد جمع کیے گئے ہیں جو زبان زد خاص وعام ہیں۔

حصہ دوم: ان الفاظ کی تذکیر و تانیث مع اسناد۔

☆ منیر البیان فی تحقیق اللسان:

لکھنؤ و دہلی کے اہلِ اسلام کے محاورات کا فرق بترتیبِ حروفِ تہجی ر ہندوؤں کے محاورات کا فرق بترتیبِ حروفِ تہجی ر ہندوؤں اور مسلمانوں کے خاص خاص محاورات کا فرق بترتیبِ حروفِ تہجی روہ غیر زبان کے الفاظ جو، اردو کے قالب میں ڈھال لیے گئے ہیں: طبقہ اول: سنسکرت اور ہندی الفاظ جو مہنّد بنا لیے گئے۔ طبقہ دوم: فارسی، عربی وتر کی الفاظ جو مہند بنا لیے گئے۔ طبقہ سوم: فارسی خوانانِ ہند کے اختراعی الفاظ بترتیبِ حروفِ تہجی۔ طبقہ چہارم: انگریزی الفاظ جو مہنّد بنا لیے گئے۔

ڈاکٹر نذیر آزاد کے بقول: ''منیر لکھنوی کا گراں قدر کام مراة المنیر ہے۔'' اس کے تین حصے ہیں:

پہلا حصہ: منیر اللغات۔ جس میں اردو کے الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال مع اسناد شامل ہے۔

دوسرا حصہ: منیر المصطلحات۔ جس میں اردو اصطلاحات کے معانی اور مختلف شعرا کے کلام سے ان کی اسناد اخذ کی گئی ہیں۔

تیسرا حصہ: منیر الجمال۔ جس میں اقوال وامثال کی تشریحات اور تفصیلات شامل ہیں۔ (۲۶)

اب منیر لکھنوی کا لغت: بازاری زبان (و) اصطلاحاتِ پیشه وران کا خصوصی مطالعہ پیش کیا جائے گا جس کو جنوری ۱۹۳۰ء میں حاجی محمد شفیع ابن حاجی محمد سعید، مطبع مجیدی، کان پور سے شائع کی تھی۔ اردو لغت نویسی میں 'عامیانہ اردو لغت' کے حوالے سے پہلی، باقاعدہ اور جرات مندانہ کوشش ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کتاب کا عنوان ہی کچھ نکات بتاتا ہے:

الف۔ اس دور میں معاشرے میں کچھ لوگوں کی زبان دوسرں کی زبان سے الگ تھلگ تھی۔

ب۔ معاشرے میں کچھ پیشہ وروں کی زبان، روزمرہ زندگی سے مختلف تھی۔

ج۔ ان دو طبقوں کو معاشرے میں نچلے طبقے کے سمجھتا جاتا تھا اور ان کی زبان ٹکسال باہر۔

الغرض اس لغت میں تین اسالیبِ زبان کا تعارف دیا گیا ہے:

قسم اول: عام بازاری زبان۔ خاص غنڈوں کی زبان

قسم دوم: محاوراتِ عامیانہ (بازاریوں کی زبان پر بیش تر، ثقات کی زبان پر کم تر)

قسم سوم: خاص مصطلحات (نشه بازان، پیشہ وران وغیرہ): افیوں، بُرقصابوں، بیڑوں، پالیوں، پہلوانوں، جواریوں، چرسیوں، دلّالوں، زنانوں، سپاہیوں، سیف بازوں، شُہدوں، فقیروں، فیل بانوں، قصائیوں، کمہاروں اور موچیوں کی اصطلاحیں۔ (۲۷)

بازاری لوگ کون تھے؟

i)۔ بازاری لوگ کو معاشرے میں ''ناشائستہ'' اور ''غیر مہذب'' سمجھے جاتے تھے۔ چناں چہ اس لغت میں کہیں کہیں ''بازاری'' مدِمقابل ''ثقات'' یا ''مہذب'' لوگ قرار دیا گیا ہے۔ جیسے:

پتّا:...ان پتّوں کے ذریعے سے مختلف کھیل کھیلے جاتے ہیں جن میں بعض نامہذبوں اور جواریوں کے کھیل ہوتے ہیں اور اوباشوں کے اور بعض مہذب لوگوں کے۔ (۲۸)

چاند: ثقات ''چند'' بولتے ہیں۔ (۲۹)

چودہ:...یہ کھیل جواریوں اور مہذبوں میں مشترک ہے۔ (۳۰)

مان باپون: ثقات صرف ''ماں باپ'' بولتے ہیں۔ (۳۱)

ہگ مار بھڑ سے: کسی کے حوصلے سے زائد کام کرنے پر اس کی تضحیک کرنا۔ عامیانہ بازاریوں کی زبان پر بیشتر ثقات کی زبان پر کمتر۔ (۳۲)

ii)۔ انھیں معاشرے میں ''جاہل'' سمجھا جاتا تھا۔ جیسے:

پروستی: بمعنی پرورش۔ جاہلوں اور ناخواندوں کا محاورہ ہے۔ (۳۳)

عرض کرنا: فرمانے کے مقام پر جہلا بولتے ہیں / **فرمانا:** عرض کرنے کی جگہ پر۔ (۳۴)

iii)۔ یہ لوگ اکثر بے ہودہ کاموں میں لگے رہتے تھے۔ اکثر بازار میں اس قسم کے کھیل کھیلتے تھے: اِلّی، برجلاّ، پہاڑی ٹیلو، جواری، چوسر، گولیاں اور گیڑی۔ جیسے:

اِلّی: بازاری لونڈوں کا کھیل جس میں کچھ کوڑیاں لے کر تین یا چار لڑکے ایک دوسرے میں پھینکتے ہیں ایک لڑکا پھینکتا ہے باقی ماندہ لڑکے اپنی مٹھی میں ہار جیت والی رقم مخفی رکھتے ہیں جو پھینکنے والا جیتا ہے اسے وہ رقم ملتی ہے۔ (۳۵)

آنکھ موچی دھپ کھیلنا: بازاری لڑکوں کا ایک کھیل کہ ایک نے آنکھ بند کی دوسرے نے دھول ماری اور پوچھا کہ کس نے دھول ماری اگر اس نے بتا دیا تو دھول لگانے والا چور ٹھہرا۔ (۳۶)

پہاڑی ٹیلو: بازاری لونڈوں کا ایک کھیل ہے جسے اس طرح کھیلتے ہیں... (۳۷)

iv)۔ یہ لوگ زیادہ تر غیر قانونی کاموں میں لگے رہتے تھے۔ جیسے:

ٹپکا: بدمعاشوں کی اصطلاح میں پیتل کا کڑا کسی سرک پر گرا کر اِدھر اُدھر موقع کا منتظر رہنا۔ جب کوئی سادہ لوح آدمی سونے کا سمجھ کر اسے اٹھا لے چلے تو اس کے پاس مدعیانہ تفتیش کرنا اور آخر کار آدھے کی شرکت پر باہم معاملہ کر لینا۔ اس قسم کی ڈکیتی کو 'ٹپکا' کہتے ہیں۔ (۳۸)

v)۔ ان کی زبان میں کچھ خاص طرزِ تخاطب ہوتا تھا جو یہ لوگ اپنوں سے اور بے تکلفی میں بھی استعمال کرتے تھے۔ جیسے کہ:

ابے: کلمہ ندا ہے بازاری زبان پر۔ (۳۹)

جان گجا کا: جانی، جانِ من (۴۰)

بازاری زبان کی خصوصیات:

ا۔ صوتی تغیرات:

اس لغت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اندراجات کے سامنے تلفظ بھی دیے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تلفظ کا الٹ پلٹ کی بنا پر لفظ معیاری سے عامیانہ میں بدل جا سکتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بازاری زبان میں صوتی تغیرات (تخفیف، حذف، قلب، افزایشِ صوت وغیرہ) بہت ہوتے تھے۔ باب سوم میں یہ بحث کی گئی کہ کبھی تلفظ کے بگاڑ کی بنا پر لفظ معیاری سے عامیانہ میں بدلتا ہے۔ اس لغت میں بازاری زبان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ٹھہرائی جاتی تھی۔ اور ان کے صوتی تغیرات میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ لوگ الفاظ کو کھینچ کھینچ کے بولتے تھے۔ (جیسے 'بَرکت' کو 'بُرّکت' بولنا) شاید اس لیے کہ اس انداز سے وہ اپنا رعب داب ڈال سکتے تھے۔ ایک دل چسپ بات ہے کہ تغیر یافتہ تلفظ کے اندراجات کے سامنے منیر لکھنوی نے کچھ ظریف تبصرہ لکھا ہے۔ دیکھیے ذیل: 'امام دستہ'، 'بیانہ'، 'بے تنائی'، 'بے ہنگم'، 'پھرک آباد'، 'تمئیا'، 'دروغہ' اور 'رعاب'۔

ا.ا حذف:

البت: البتہ (۴۱)

اتنا، اتنی: بجاے اتنا، اتنی اور اس قدر کے بولتے ہیں (۴۲)

جِتّا، جِتّی: جس قدر، جتنا (۴۳)

بے تنائی: ''بے اعتنائی'' کی مٹی خراب کی گئی ہے (۴۴)

تسی: بالفتح ''تسبیح'' (۴۵)

گوش: گوشت (۴۶)

ا.۲ قلب:

تغما: تمغہ (۴۷)

سنسلت: ''سلطنت'' کی مٹی خراب کی گئی ہے (۴۸)

صفیل: فصیل (۴۹)

صقلی گر: صیقل گر (۵۰)

فلیتہ: فتیلہ (۵۱)

قُلف: قفل (۵۲)

قلفی: قفلی (۵۳)

ا.۳ تخفیف:

باغچہ: 'بغیچہ' کا مخفف ہے (ضد کی گئی ہے) (۵۴)

بیانہ: لفظ ''بیعانہ'' کی مٹی خراب کی گئی ہے (۵۵)

بے ہنگم: 'بے ہنگام' کو اصلاح دی گئی ہے (۵۶)

پنشا خا: 'پخشا خہ' سے مراد ہے (۵۷)

پخشا خا ہاتھ میں رہ جانا : بے وقوفی سے کچھ حاصل نہ ہونا (۵۸)

حَضت: حضرت (۵۹)

خاکشیر: خاکشی (۶۰)

خشخش: خشخاش (۶۱)

دروغہ: 'داروغہ' کو اصلاح دی گئی ہے (۶۲)

مُدّا: 'مدّ عا' کا مخفف (۶۳)

ا.۴ افزایشِ صوت:

بُرّکت: لفظ بَرکت'' کو بہ فتحتین و کاف مشدد بولتے ہیں (۶۴)

بے فکرا ہے: بے فکر آدمی (۶۵)

پرواہ: بازاری زبان پر مع ہاے ہوز جاری ہے (۶۶)

پروائی: پرواہوا (۶۷)

تخت: بازاری زبان پر بہ فتحتین جاری ہے (۶۸)
تندور: بالفتح ودال مہملہ وسکون واو معروف ' تنور ' (۶۹)

توکل: بازاری زبان پر کاف مشدد مفتوح جاری ہے صحیح بہ ضم کاف ہے (۷۰)
حمل: بہ فتحتین لفظ صحیح ''حمل'' بہ سکون میم ہے (۷۱)

رِزَق: بالکسر وفتح زائے معجمہ بازاری زبان پر ہے (۷۲)
رعاب: لفظ 'رعب' کی مٹی خراب کی گئی ہے (۷۳)

زَرَد: بازاری زبان میں بہ فتحتین جاری ہے (۷۴)
عاصا: عصا (۷۵)

۵.۱ لفظ کے حروف میں تبدیلی:

انمٹ: لفظ ''امانت'' کی خرابی (۷۶)
تمیا: لفظ ''تمنہ'' پر عنایت ہوئی ہے۔
بازاری زبان اور عورتوں کی زبان پر جاری ہے (۷۷)

اکارت: لفظ ''غارت'' کی خراب کی گئی ہے (۷۸)

۶.۱ تبدیل صوت:

پھرک آباد: ''فرخ آباد'' کی مٹی خراب کی گئی ہے (۷۹)

کھڑاکھیل فرخ آبادی: کُھرت پُرت معاملہ کرنا اچھا ہوتا ہے اہتمام اور انتظام برا معلوم ہوتا ہے (۸۰)

تمباخو: بہ فتح واو معروف ''تمباکو'' (۸۱) **ٹھانسنا:** بازاری زبان میں ''ٹھونسنا'' کا مترادف دخول کرنا (۸۲)

چنبل: بالفتح ونون غنہ وفتح موحدہ ''چنبر'' (۸۳) **دیغ:** دیگ (۸۴)

ذِکَر: بالکسر وکاف مفتوح۔ بازاری زبان پر جاری ہے۔ صحیح بہ سکون کاف ہے (۸۵)

سرخ: بازاری زبان بہ فتح رائے مہملہ جاری ہے (۸۶) **سردہ کرنا:** سجدہ کرنا (۸۷)

سیو: سیب (۸۸) **قاغذ:** کاغذ (۸۹)

۲۔ ان کی زبان میں زیادہ تر اتباع استعمال ہوتا تھا اور وہ بھی تابع مہمل۔ جیسے: (۹۰)

ابیل دبیل: کنوڈا کسی سے کم زور (۹۱)

ٹلی للّی بھوں: بازاری آوارہ لڑکوں کا محاورہ۔ کسی برہنہ لڑکے کی نسبت جو لنگوٹی بھی نہ باندھے ہووے (۹۲)

چرندم خورندم کرنا: کھا پی جانا خورد برد کرنا (۹۳) **چین چان:** لفظ ثانی مہمل ہے، مگر بازاری زبان پر جاری ہے (۹۴)

سٹی بٹی بھول جانا: بدحواسی طاری ہونا (۹۵) **نٹ کھٹ ہے:** بڑا شریر ہے (۹۶)

۳۔ یہ لوگ اپنی زبان میں قواعد کی غلطیوں کی پروا نہیں کرتے تھے۔ جیسے:

اپنا سے لیا ہے: اپنا کر لیا ہے (۹۷)

پیاس کی تشنگی: بازاری زبان پر اور عورتوں کی زبان پر ہی جاری ہے۔ ورنہ صرف پیاس یا تشنگی بولنا صحیح ہے (۹۸)

حقیقتاً میں: کلمہ 'میں' زیادہ ہے۔ 'درحقیقت' میں۔ کلمہ 'در' زیادہ ہے۔ مگر بازاری جہلا کی زبان پر جاری ہے (۹۹)

رعایا: جمع کا لفظ واحد کی جگہ مستعمل ہے (۱۰۰) **شب شہادت کی رات:** بازاری زبان پر 'کی رات' کا فقرہ زائد شامل ہے (۱۰۱)

۴۔ ان کی زبان تشبیہاتی (استعارتی) زبان ہوتی تھی۔ جیسے:

پرانی کھوپری: مرد کُہن سال (۱۰۲) **چونچ:** کنایہ ہے زبان سے (۱۰۳) **چھری بند بھائی:** قصابوں سے مراد ہے (۱۰۴)

۵۔ ان کی زبان تحقیر آمیز الفاظ بولے جاتے تھے۔ جیسے:

بُڈّیا گنجرو: بہ ضم کافِ فارسی۔ کلمہ تضحیک (۱۰۵) **بھت کا، بھتوکا:** کلمہ تضحیک کسی کی نسبت (۱۰۶)

بھونکا: کلمہ تضحیک کسی کی نسبت (۱۰۷) **تو لد ہونا:** مجامعت کرنا۔ بازاری اصطلاح مضحکہ کے وقت بولی جاتی ہے (۱۰۸)

ڈھسنی کا: کلمہ حقارت آمیز سے کسی کو خطاب کرنا (۱۰۹) **رہ گھڑے میں:** کلمہ تضحیک کسی کی شان میں (۱۱۰)

ہگ کونے میں مٹی سرکا کے: کلمہ تذلیل مخاطب کی نسبت (۱۱۱)

۶۔ ان کی زبان میں کچھ خاص طرزِ تخاطب ہوتا تھا جو یہ لوگ اپنوں میں بے تکلفی میں یا دوسروں کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔ جیسے: ابے: کلمہ ندا ہے بازاری زبان پر (۱۱۲)، جان گچا کا: جانی، جانِ من (۱۱۳)

۷۔ تفریح تا تحقیر کے طور پر خاص القابات وخطابات استعمال کرتے ہیں۔ جیسے:

چھری بند بھائی: قصابوں سے مراد ہے (۱۱۴) **دھوتو بیگ:** کلان، پھسپھسا آدمی (۱۱۵)

۸۔ وہ دوسروں کا لحاظ نہ کرتے تھے اور کثرت سے ان کی زبان دشنام سے بھری ہوتی تھی۔ جیسے:

بڑچود: ایک قسم کی گالی ہے۔ (دکور کی نسبت جو عوام کی زبان پر جاری رہتی ہے خواص بھی بولتے ہیں) (۱۱۶)

خاکی انڈا ہے: بے اصل، بے بنیاد یعنی نسب کا کمتر ہے۔ حرامی ہے، ماں باپ کا پتا نہیں ہے (۱۱۷)

۹۔ وہ جنس کے بارے میں یا جنسی الفاظ زیادہ تر بولتے تھے۔ جیسے:

اڈن پڈن: گوز کے چپ ہو رہنا۔ بدتمیز آوارہ لڑکوں کا محاورہ (۱۱۸) **ڈھپ کھانا:** جماع کرانا، اغلام کرانا (۱۱۹)

لے پڑنا: جماع کی نیت کرنا (۱۲۰) **مارنا:** جماع کرنا (۱۲۱)

بلکہ ایک جگہ ان کی زبان اتنی غلیظ تھی کہ منیر لکھنوی سے برداشت نہیں ہوئی اور انھوں نے پورا لفظ بھی نہیں لکھا اور اس کی جگہ، تین نقطے (...) لگائے ہیں۔ **کھڑا... بادشاہ کے برابر:** شہوت کے جوش میں نیک و بد کچھ نہیں سوجھتا (۱۲۲)

۱۰۔ ان کی زبان میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ ہوتا تھا۔ یہ نیا لفظ بناتے تھے یا ایک لفظ سے دوسرا نیا لفظ تراشتے تھے۔ جیسے:

انٹا غفیل: غافل، بے ہوش (۱۲۳) **انٹیا:** اینٹ کا ٹکڑا (۱۲۴)

جھگاڑ: بہت لڑائی، جھگڑا کرنے والا (۱۲۵) **زیٹ، زپٹ، زیٹ قلا، زیٹ قلا باقلا:** سخنانِ بے اصل و مہمل (۱۲۶)

غت ربود: ہیچ کارہ، مہمل (۱۲۷)

۱۱۔ وہ دوسرے پیشوں (عام طور پر مزدوروں اور سڑک والے پیشے) کی اصطلاحات کو اپنی زبان میں (غالباً مزاحیہ انداز میں) استعمال کرتے تھے۔ جیسے:

ڈورا: باورچیوں کی زبان میں گھی جو پختہ چاول میں اوپر سے ڈال دیا جاوے (۱۲۸)

سپڑدا: ساز بجانے والا ڈھاریوں کی اصطلاح ہے (۱۲۹)

۱۲۔ ان کے کچھ الفاظ معاشرے کی روزمرہ زبان میں داخل ہو گئے تھے۔ جیسے:

اچھے ہو جاؤ گے: مطلب یہ کہ کیا مہمل باتیں کرتے ہو۔ ثقات کی زبان پر بھی جاری ہے (۱۳۰)

صَدَر: عام وخاص کی زبان پر بہ فتحتین جاری ہے (۱۳۱)

ماحصلِ بحث:

- انیسویں صدی میں لغت نویسی کے میدان میں یہ بحث چلتی رہی کہ لغت کو توصیفی (descriptive) ہونا چاہیے یا تجویزی (prescriptive)؟ کیا لغت کو صرف decoding (جیسا ہے) ہونا چاہیے یا اس کو encoding (جیسا ہونا) بھی ہونا چاہیے؟ یعنی لغت کی ترتیب میں: اندراجات کے رسم الخط، تلفظ اور معانی کی متداول صورت درج کرنا چاہیے یا درست ترین اور بہترین صورت کو درج کرنا چاہیے؟ لغت نویس زبان کی توصیف کرنے والا ہے یا تجویز کرنے والا؟ ''موجودہ دورِ لغت نویسی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ لغت کو 'توصیفی' ہونا چاہیے اور لغت کا کام ہے کہ زبان کے مستعمل اور متداول صورت کو درج کرنا۔'' (آئی.ای.ایل،۲۰۰۶ء،ج۴،ص۴۰۸)
- عموماً زیادہ تر عامیانہ الفاظ، ایک فطری موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ فیشن کی طرح جلد آتا اور چلا جاتا ہے۔ یعنی عامیانہ ایک عبوری، عارضی اور وقتی زبان ہے۔ گزرے ہوئے کل کے بہت سے عامیانہ، آج نہیں بولے جاتے اور موجودہ دور کے بہت سے عامیانہ، آنے والے کل میں نہیں سنائی دیں گے۔
- کچھ ایسے عامیانہ ملتے ہیں جو کبھی نہیں مرتے لیکن معیاری زبان میں بھی شامل نہیں ہو پاتے۔ گویا ایسے عامیانہ بھی ملتے ہیں جو مستقل صدیوں سے عامیانہ کے مفہوم میں ہی سمجھے جاتے ہیں اور مختلف نسلیں ان کو شعوری (یا غیر شعوری) طور پر معیاری زبان کے شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتیں۔ مثلاً اردو میں مولوی محمد منیر لکھنوی کی بازاری زبان و اصطلاحاتِ پیشہ وران (۱۹۳۰ء) اور ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی اولین اردو سلینگ لغت (۲۰۰۶ء) میں بھی یہ دو عامیانہ ملتے ہیں:

ٹائیں ٹائیں فش: شہرت بہت کچھ اصلیت کچھ نہیں

(بازاری زبان و اصطلاحاتِ پیشہ وران،ص۵) / (اولین اردو سلینگ لغت،ص۸۹)

ریڑھ مارنا: کسی کے فائدے میں رخنہ ڈالنا، درپے آزار ہونا

(بازاری زبان و اصطلاحاتِ پیشہ وران،ص۹) / (اولین اردو سلینگ لغت،ص۱۴۶)

- بعض نادر بازاری زبان کے کچھ الفاظ یا تلفظ، زمانے گزرنے کے ساتھ ساتھ عامیانہ کو ادبی زبان یا معاشرے میں احترام کے معنوں میں قبول کیا ہے اور انھیں معیاری زبان کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے:

اکّا دکّا **(۱۳۲)**، چاکو **(۱۳۳)**، چھپے رستم ہیں **(۱۳۴)**، دوائی **(۱۳۵)**، طبیّت **(۱۳۶)**، لگ بھگ ہونا **(۱۳۷)**، ماف **(۱۳۸)**

مندرجہ ذیل نقشے میں اس لغت کے اندراجات کا آج کل کے دور سے موازنہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امتدادِ زمانہ کے باعث میں بازاری الفاظ، غیر معیاری اور پھر معیاری کی سطح پر پہنچ سکتے ہیں۔ **(۱۳۹)**

بازاری زبان (و) اصطلاحاتِ پیشہ وران (۱۹۳۰ء)	موجودہ دور	بازاری زبان (و) اصطلاحاتِ پیشہ وران (۱۹۳۰ء)	موجودہ دور
بےہنگم	رسمی	حرام داڑھ لگنا	عامیانہ
پرانی کھوپڑی	غیر رسمی	ڈھیلا کرنا	عامیانہ
پونگا ہی رہے	عامیانہ	راپٹا	عامیانہ

پھوکٹ	عامیانہ	رسید کرنا	عامیانہ
ٹانگ لینا	عامیانہ	ریڑھ مارنا	عامیانہ
ٹھوکنا	عامیانہ	طعنے تشنے	غیر رسمی
جھاڑنا	غیر رسمی	فالتو	رسمی
جھاپڑ	عامیانہ	قسمت ٹھوکنا	عامیانہ

- عامیانہ لغت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ معاشرے کے افراد کو بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ پبلک میں، پُر تکلّف ماحول اور رسمی موقعوں میں کن کن الفاظ بولنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یعنی موقع و محل کا لحاظ کرنا۔ چناں چہ بازاری زبان (و) اصطلاحاتِ پیشہ وران کے پبلشر نے کتاب کے آخری صفحے میں کتاب کی تعریف میں یوں لکھا ہے:

> ''اس زمانہ ترقی، اردو میں بھی عام زبان میں پڑھے لکھے حضرات اور بازاری لوگ پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں بلکہ بعض بعض مرتبہ تو کلماتِ فحش بھی زبان ثقات پر جاری ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس بات کی نہایت ضرورت تھی کہ ان کلمات اور الفاظ کی پوری طور سے تشریح کر دی جائے تا کہ مہذّب پارٹی کے حضرات اور خاص کر طلبائے مدارس [اسکول] ان سے احتراز کریں اور ساتھ ہی ساتھ اس کے تمام پیشہ وروں اور دلاّلوں وغیرہ کے خاص اصطلاحات بھی لکھ دیے جائیں تا کہ تا کہ لوگ ان کی چالاکی سے بچیں۔''(۱۴۰)

- ''یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ معیار ہمیشہ اوپر سے مسلط نہیں ہوتا بلکہ نیچے سے ابھر کر آتا ہے۔ جو کچھ عوام بولتے ہیں وہ رفتہ رفتہ خواص بھی قبول کر لیتے ہیں۔ خصوصاً ایک ترقی پذیر معاشرے میں جہاں نچلا طبقہ اوپر ابھر کر آتا رہے، یہ عمل اور بھی تیزی سے ہوگا۔ چناں چہ معیاری زبان، شائستہ زبان نہیں بلکہ پاسبانِ زبان ہے۔''(۱۴۱)
- اردو میں ثقافتی، تہذیبی اور معاشرتی ممانعتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی تک عامیانہ زبان کے حوالے سے یہ لغات مرتب کیے گئے ہیں:

☆ قاموس الفصاحت یعنی اردو زبان کی کھاوتوں، محاوروں، روزمروں کا گنجینہ،
[خاص طور پر لغت کے اس حصے میں جس کا عنوان: ''زبان اور حکمت کے مصنوعات'' ہے]
از: مخمور اکبرآبادی، سید محمد محمود رضوی، ۱۹۷۳ء

☆ روہیل کھنڈ اردو لغت (رام پور کی بے تکلف عوامی بول چال کے الفاظ)۔
از: رئیس رام پوری، ۱۹۹۶ء، ترمیم و اضافہ ۱۹۹۹ء

☆ اولین اردو سلینگ لغت۔
رؤف پاریکھ، ۲۰۰۶ء

☆ اُردو سلینگ لغت
قاسم یعقوب، ۲۰۱۶ء

حوالہ جات وحواشی

۱۔ عاشق، فرہنگ لسان الشعرا، (نئی دہلی: رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، ۱۹۹۵ء)، ترتیب وتصحیح: نذیر احمد، ص ۵۷

۲۔ ابوسلمان شاہ جہان پوری، کتابیات لغات اردو، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)، ص۱۰،۱۱

۳۔ غلام سرور لاہوری، زبدۃ اللغات المعروف بہ لغات سروری، (لاہور: نول کشور، ۱۸۷۷ء)، پہلی اشاعت، سرورق

۴۔ یہ تنگ تصور اردو لغات تک محدود نہیں تھا۔ انگریزی کے ابتدائی لغات میں بھی ''ایک بہتر زبان کو بیان کرنے کے لیے مثالیں (شواہد) عام طور پر اعلیٰ انگریزی فن پاروں سے لی جاتی تھیں۔ لغت ایک ایسا ذریعہ تھا جس کی زبان بہترین اور درست تصور کی جاتی تھی۔'' (اسٹین، ۲۰۰۲ء، ص ۴۱) روی ہریس (پیدائش: ۱۹۳۱ء) او۔ ای۔ ڈی (اوکسفرڈ انگلیش ڈکشنری) کے مشہور نقادوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اس ڈکشنری پر تنقید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات پیش کیے: (ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ، ۱۹۸۲ء)

i۔ یہ ایک تجویزی لغت ہے نہ کہ توصیفی۔ چناں چہ الفاظ کے انتخاب اور بعض کے سامنے ''erroneous'' رائے (تبصرہ) لکھنا اپنا حق سمجھتے۔

ii۔ مرتبین وکٹورین اقدار کے پیروکار تھے اور اس ڈکشنری میں تاریخی تسلسل کے تناظر میں فور لیٹر ورڈز غائب ہیں۔ (البتہ ۱۹۷۲ء تک)

iii۔ اس میں شہنشاہی انگریزی کو نمایاں ترجیح دی گئی ہے۔

iv۔ اس کا زیادہ تر مواد ''تحریری زبان'' کے سہارے پر ہے نہ کہ ''تقریری زبان'' پر۔

۱۹۵۷ء میں او۔ ای۔ ڈی کے دوسرے سپلیمنٹ کی ترتیب میں رابرٹ بورکفیلڈ (۱۹۲۳ء۔۲۰۰۴ء) کو تعاون کے لیے دعوت دی گئی۔ بورکفیلڈ نے سب سے زیادہ اس بات کی تائید کی کہ ان اضافوں میں روزمرہ اور بول چال کی زبان اور مختلف علوم کی اصطلاحات کو شامل ہونا چاہییں۔ اس کے علاوہ، بورکفیلڈ نے اندرجات کا دائرہ مزید بڑھا دیا جب انھوں نے انگلینڈ میں بولی جانے والی انگریزی کے علاوہ، شمالی امریکہ، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، ہندوستان، پاکستان اور کیریبیئن کی انگریزی بھی شامل کرنے کا منصوبہ سامنے رکھا۔ یہ عظیم پروجیکٹ انتیس (۲۹) سال میں مکمل ہوا۔ چناں چہ او۔ ای۔ ڈی ۳ کی ترتیب میں یہ بات خاص طور مدنظر رکھی گئی کہ اندراجات اور شواہد، زبان کے تمام سرمائے سے فراہم کیے جائیں۔ مثلاً: کوکنگ بکس، لوک گیت، ڈائجسٹ، تحقیقی رسائل وغیرہ۔

۶،۵۔ سید عبداللہ، مقدمہ: نوادر الالفاظ، از: سراج علی خان آرزو، (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۹۲ء)، مرتبہ، طبع دوم، ص ۱۶

۷۔ ایضاً، ص ۳۳۸

۸۔ ایضاً، ص ۴۴۱

۹۔ ایضاً، ص ۴۴۲

۱۰۔ ایضاً، ص ۹۵

۱۱۔ امام بخش صہبائی، رسالہ قواعدِ صرف و نحوِ اردو، (لکھنؤ: منشی نول کشور، ۱۸۴۵ء)، ص ۱۴۴

۱۲۔ نیاز علی بیگ نکہت دہلوی، مخزنِ فوائد، (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۸۴۵ء)، مرتب: محمد ذاکر حسین، ص ۳۶۸

۱۳۔ سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء)، جلد اول، ص ۶۵۴

۱۴۔ فرہنگِ آصفیہ، ۱۹۷۷ء، جلد دوم، ص ۶۲

۱۵۔ فرہنگِ آصفیہ، ۱۹۷۷ء، جلد سوم، ص ۲۰۴

۱۶۔ فرہنگِ آصفیہ، ۱۹۷۷ء، جلد سوم، ص ۴۰۲

۱۷۔ امیر احمد امیر مینائی، امیر اللغات، مسودہ: ۱۸۹۵ء (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء)، جلد سوم، مرتبہ: رؤف پاریکھ، ص ۴۹

۱۸۔ ابواللیث صدیقی، ہندوستانی گرائمر، از: بنجمن شلزے، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء)، مرتبہ، ص ۳۲

19. Fallon, S.W, A New Hindustani-English Dictionary, (Banaras and London: Medical Hall press, 1879), P. i

20. Ibid, P. vi

21. Ibid, P. ii-iii

۲۲۔ مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کیجیے:
راقمۃ الحروف کے ایم۔اے کا مقالہ: انیسویں صدی کی اردو لغت نویسی میں ادبی ذوق کے شواھد، (لاہور: شعبہ اردو، پنجاب یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء)

23. A New Hindustani-English Dictionary, P. iv

۲۴۔ الطاف حسین حالی، کلیاتِ نثرِ حالی، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء)، جلد اول، مرتبہ: شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی، ص ۱۵۵

۲۵۔ منیر لکھنوی، تمہید: سعیدی ڈکشنری معروف بہ سعید اللغات، (کان پور: مطبع مجیدی، ۱۹۴۰ء)، دوسری اشاعت

۲۶۔ یہ معلومات ڈاکٹر نذیر آزاد کی کتاب: اردو لغت نگاری ؛ روایت اور ارتقاء (۲۰۰۹ء) کے صفحہ نمبر ۱۹۴ سے حاصل ہوئیں۔

۲۷۔ غور طلب بات ہے کہ منیر لکھنوی نے 'شُہد وں' کو پیشہ وروں کے ذیل میں شامل کیا ہے۔ جب کہ فرہنگِ آصفیہ (مرتب: سید احمد دہلوی، ۱۹۷۷ء، جلد اول، ص۳۰۴) میں 'شہدہ' بازاری کے مفہوم میں بتایا گیا ہے یا امیر اللغات (مرتبہ: امیر مینائی، ۱۸۹۲ء، جلد دوم، ص۲۴۹) میں 'انٹا غفیل ہونا' شہدوں کی اصطلاح یوں بتائی گئی ہے:

انٹا غفیل ہوگئے: مرگئے۔ اصل میں شُہد وں کی اصطلاح ہے۔ ظرافتاً اور لوگ بھی بول جاتے ہیں۔

(منیر لکھنوی نے بازاریوں کے ذیل میں لکھا ہے، ص۳) یعنی تھوڑا بہت فرق کے ساتھ 'شُہدہ' لوگ بھی بازاری کے مفہوم میں آجاتا ہے۔

۲۸۔ منیر لکھنوی، بازاری زبان و اصطلاحاتِ پیشہ وران، (کان پور، مطبع مجیدی، ۱۹۳۰ء)، ص۴۷

۲۹۔ ایضاً، ص۷ ۳۰۔ ایضاً، ص۴۹ ۳۱۔ ایضاً، ص۱۳

۳۲۔ ایضاً، ص۱۶ ۳۳۔ ایضاً، ص۴ ۳۴۔ ایضاً، ص۱۱

۳۵۔ ایضاً، ص۴۶ ۳۶۔ ایضاً، ص۲ ۳۷۔ ایضاً، ص۴۸

۳۸۔ ایضاً، ص۵ ۳۹۔ ایضاً، ص۲ ۴۰۔ ایضاً، ص۶

۴۱۔ ایضاً، ص۲ ۴۲۔ ایضاً، ص۲ ۴۳۔ ایضاً، ص۶

۴۴۔ ایضاً، ص۴ ۴۵۔ ایضاً، ص۵ ۴۶۔ ایضاً، ص۱۳

۴۷۔ ایضاً، ص۵ ۴۸، ۴۹، ۵۰۔ ایضاً، ص۱۰ ۵۱، ۵۲، ۵۳۔ ایضاً، ص۱۱

۵۴، ۵۵۔ ایضاً، ص۴ ۵۶۔ ایضاً، ص۳ ۵۷، ۵۸۔ ایضاً، ص۴

۵۹۔ ایضاً، ص۷ ۶۰، ۶۱، ۶۲۔ ایضاً، ص۸ ۶۳۔ ایضاً، ص۱۳

۶۴، ۶۵۔ ایضاً، ص۳ ۶۶، ۶۷۔ ایضاً، ص۴ ۶۸، ۶۹، ۷۰۔ ایضاً، ص۵

۷۱۔ ایضاً، ص۸ ۷۲، ۷۳، ۷۴۔ ایضاً، ص۹ ۷۵۔ ایضاً، ص۱۱

۷۶۔ ایضاً، ص۲ ۷۷۔ ایضاً، ص۵ ۷۸۔ ایضاً، ص۱۶

۷۹۔ ایضاً، ص۴ ۸۰۔ ایضاً، ص۳۷ ۸۱، ۸۲۔ ایضاً، ص۵

۸۳۔ ایضاً، ص۷ ۸۴۔ ایضاً، ص۸ ۸۵، ۸۶، ۸۷۔ ایضاً، ص۹

۸۸۔ ایضاً، ص۱۰ ۸۹۔ ایضاً، ص۱۱

۹۰۔ یہ بذاتِ خود علیحدہ تحقیقی موضوع ہے کہ اتباع کو گذشتہ دور میں معیاری زبان سے باہر سمجھ کر رسمی گفتگو یا تحریروں میں ان کے استعمال سے اجتناب کیا جاتا تھا۔

۹۱۔ ایضاً، ص۲ ۹۲۔ ایضاً، ص۶ ۹۳، ۹۴۔ ایضاً، ص۷

۹۵۔ ایضاً،ص۹ ۹۶۔ ایضاً،ص۴۱ ۹۷۔ ایضاً،ص۲

۹۸۔ ایضاً،ص۴ ۹۹۔ ایضاً،ص۸ ۱۰۰۔ ایضاً،ص۹

۱۰۱۔ ایضاً،ص۱۰ ۱۰۲۔ ایضاً،ص۴ ۱۰۳،۱۰۴۔ ایضاً،ص۷

۱۰۵۔ ایضاً،ص۲ ۱۰۶،۱۰۷۔ ایضاً،ص۱۶ ۱۰۸۔ ایضاً،ص۵

۱۰۹،۱۱۰،۱۱۱۔ ایضاً،ص۱۶ ۱۱۲،۱۱۳۔ ایضاً،ص۶ ۱۱۴۔ ایضاً،ص۷

۱۱۵۔ ایضاً،ص۸ ۱۱۶۔ ایضاً،ص۲۲ ۱۱۷۔ ایضاً،ص۳۰

۱۱۸۔ ایضاً،ص۲ ۱۱۹۔ ایضاً،ص۸ ۱۲۰،۱۲۱۔ ایضاً،ص۱۳

۱۲۲۔ ایضاً،ص۳۷ ۱۲۳،۱۲۴۔ ایضاً،ص۳ ۱۲۵۔ ایضاً،ص۶

۱۲۶۔ ایضاً،ص۱۶ ۱۲۷۔ ایضاً،ص۱۱ ۱۲۸۔ ایضاً،ص۹

۱۲۹۔ ایضاً،ص۱۰ ۱۳۰۔ ایضاً،ص۲ ۱۳۱۔ ایضاً،ص۱۰

۱۳۲۔ ایضاً،ص۲ ۱۳۳۔ ایضاً،ص۶ ۱۳۴۔ ایضاً،ص۲۹

۱۳۵۔ ایضاً،ص۸ ۱۳۶۔ ایضاً،ص۱۰ ۱۳۷۔ ایضاً،ص۳۹

۱۳۸۔ ایضاً،ص۱۳

۱۳۹۔ اس نقشے کی تیاری میں محترمہ کرن غفار (شعبہ فارسی، سندھ یونی ورسٹی، حیدرآباد پاکستان) سے مخلصانہ مدد ملی جب کہ اس کے دوران، ان کے فائنل امتحانات ہو رہے تھے۔ ان کی بے حد ممنون ہوں۔

۱۴۰۔ انگریزی لغات میں عامیانہ لغت کے حوالے سے بی۔اے کا پہلا لغت شمار کیا جاتا ہے۔ اس لغت کے پہلے ایڈیشن (۱۷۲۵ء) کا سرورق ملاحظہ کیجیے: (نوٹ: تمام الفاظ کا املا کتاب کے مطابق تحریر کیا گیا ہے)

A New canting dictionary: Comprehending All the Terms, Ancient and Modern, Used in the Several Tribes of Gypsies, Beggars, Shoplifters, Highwaymen, Foot-pads and all other Clans of Cheats And Villains. Interspersed With Proverbs, Phrases, Figurative Speeches, &c. Being a Complete Collection of all that has been publish'd of that Kind. With very large additions of Words never before made Publick. Detecting under cash Head or Order, the Several Tricks or Pranks made use of by Varies of all Denominations and the fore useful for all sorts of people (especially Travelers and foreigners) to enable them to secure their

money and preserve their lives. With a preface, giving an account of the original, progress, &c. of the canting crew; and recommending methods for diminishing these varlets, by better employment of the poor. To which is added a complete collection of songs in the canting dialect.

اس لغت کو جان سمپسن (پیدائش:۱۹۵۳ء) نے اے فرسٹ ڈکشنری آف سلینگ : ۱۶۹۹ء کے نام سے تصحیح کر کے ۲۰۱۰ء میں بوڈلئین لائبریری سے شائع کروایا۔

۱۴۱۔ شان الحق حقی، زبان کے معیار کا مسئلہ، مشمولہ: اخبارِ اردو، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اکتوبر ۲۰۰۰ء) شمارہ ۱۰، ص ۵

تعلیقات

☆ **ایس ڈبلیو فیلن** (۱۸۱۷ء۔۱۸۸۰ء) کلکتہ میں پیدا ہوئے۔صوبہ بہار میں انسپکٹر تعلیمات تھے۔وہ کچھ اخبارات اور رسائل کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔جیسے:اخبار الحقائق (۱۲۶۶ہجری/۱۸۴۹ء سے لے کر ۱۲۷۰ہجری/۱۸۵۳ء تک)/خیر خواہِ خلق (سنِ اجرا:۱۲۷۵ہجری/۱۸۵۸ء)/ماہ نامہ تاریخِ بغاوتِ ھند (محرم ۱۲۷۶ہجری/جولائی ۱۸۵۹ء سے لے کر صفر ۱۲۷۷ہجری/اگست ۱۸۶۰ء تک)

☆ **سراج الدین علی خان آرزو** (۱۶۸۹ء۔۱۷۵۶ء)۔جوانی میں گوالیار میں منصب دار مقرر ہوئے۔ مثمر (۱۷۵۰ء) ان کی غیر معمولی کارنامہ ہے جس میں پہلی مرتبہ سنسکرت اور فارسی کے متحد الاصول ہونے کا نظریہ پیش کیا تھا۔

☆ **رابرٹ ولیام بور کفیلڈ** (۱۹۲۳ء۔۲۰۰۴ء) اوکسفرڈ انگلش ڈکشنری کا چیف ایڈیٹر (۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۶ء تک)

☆ **مولانا الطاف حسین حالی** (۱۸۳۷ء۔۱۹۱۴ء)۔ان کی مشہور تالیفات:مدو جزرِ اسلام معروف بہ مسدس حالی (۱۸۷۹ء) اور مقدمہ شعر و شاعری (۱۸۹۳ء)

☆ **جان شیکسپیر** (۱۷۷۴ء۔۱۸۵۸ء) مشرقی زبانوں، خاص طور پر عربی کے ماہر اور رائل ملٹری کالج مارلو میں مشرقی زبانوں کے پروفیسر تھے۔ان کی اردو انگلش اینڈ انگلش اردو ڈکشنری پہلی بار ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا۔

☆ **ڈاکٹر ڈنکن فارنس** (۱۷۹۸ء۔۱۸۶۸ء) لندن میں کنگ کالج کے پروفیسر تھے جو باغ و بہار کے مستند ایڈیشن کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ان کی ھندوستانی۔ انگریزی ڈکشنری جس میں اس کا عکس یعنی انگریزی۔ ھندوستانی ڈکشنری بھی شامل ہے،لندن سے پہلی بار ۱۲۶۴ہجری/۱۸۴۸ء میں شائع ہوئی۔

☆ **کبیر داس** (۱۴۴۰ء۔۱۵۱۸ء) جنھیں بھگت کبیر کے نام سے جانا جاتا ہے ایک عارف تھے جن کے دوہے بہت مشہور ہیں۔

☆ **نظیر اکبر آبادی** (۱۷۳۹ء۔۱۸۳۰ء)۔وہ زندگی کے ہر مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے۔ چناں چہ ان کو اردو کا پہلا عوامی شاعر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

☆ **ہانسوی حسینی، عبدالواسع متخلص بہ خالص**۔ان کی کچھ تالیفات:شرحِ بوستان، شرحِ

یوسف و زلیخائے جامی ،فرهنگِ شرح الاسماء،مقامات،رساله عبدالواسع ،دستورِ فارسی (یا قواعدِ زبانِ فارسی) ۔ایک ایرانی اسکالر کا تھیسز مذکورہ کتاب دستورِ فارسی کی تصحیح ہے

☆ **ابوذر اسفندیاری بہراسان**،(۲۰۱۴ء)، مقدمه ، تصحیح و تحشیه قواعدِ زبانِ فارسی ،استاد راہنما: دکتر علی اکبر احمدی دارانی، دانش کده ادبیات وعلوم انسانی، دانش گاه اصفہان،اصفہان۔

☆ **روے ہریس** (Roy Harris)(پیدائش: ۱۹۳۱ء):عمومی لسانیات کے ایمرٹس پروفیسر ،اوکسفرڈ یونی ورسٹی میں۔ساتھ ساتھ ہانگ کانگ، باسٹون، پریس،آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ میں لسانیات پڑھا چکے ہیں۔ان کی کچھ تالیفات:دی لینگویج میتھ (۱۹۹۸ء)، دی لینگوسٹك آف هسٹری (۲۰۰۴ء)۔